قسط ۹

عہد مغلیہ یورپی سیاحوں کی نظر میں

(۱۵۸۰ء تا ۱۶۲۷ء)

ڈاکٹر محمد عمر، شعبۂ تاریخ، مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

آگرہ میں غریبوں کے مکان!

آگرہ میں بیشتر مکانات گھاس پھونس کے بنے ہوئے تھے۔ اگر ان کی اچھی طرح سے نگرانی نہ کی جاتی تو وہ سال میں ایک یا دو بار جل جایا کرتے تھے

(۷) متفرقات

عیسائیوں سے جہانگیر کی دلچسپی!

ایک مرتبہ بادشاہ شکار کھیل کر واپس آ رہا تھا۔ جورڈین اور دوسرے انگریز ہجوم میں ایسے ایک مقام پر کھڑے ہوئے تھے جہاں وہ انہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب شہنشاہ کی ان پر نظر پڑی اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ عیسائی تھے تو اس نے اپنا ہاتھی روک لیا۔ وہ لوگ اس کے قریب آ گئے۔ جب وہ لوگ اس کے قریب پہونچے تو اس نے ان سے پوچھا "کیا ہم لوگ اس سے کوئی شکایت کرنا چاہتے تھے"۔ انہوں نے نفی میں جواب دیا کہ انھیں اس کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے وہاں وہ شہر میں محض اس کی واپسی کا خیر مقدم کرنے کے لئے کھڑے تھے۔ اس نے اپنا سر ہلایا اور آگے بڑھ گیا۔

ہندوستان ایک آزاد ملک!

ایک مرتبہ جورڈین کو بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ اس نے اس سے یہ درخواست کی کہ وہ انھیں (انگریزوں کو) اپنے ملک واپس جانے کی اجازت دیدے۔ اس نے یہ بھی التجا

وہ ان پر اتنی اور عنایت کرے کہ انھیں پروانۂ راہداری بھی عطا کر دے تاکہ کھمبایت کے راستے سے سورت جانے میں انھیں آسانی ہو جائے۔ اس نے جواب دیا کہ "سفر کرنے کے لئے اس کا پروانہ غیر ضروری ہے کیونکہ اس کا ملک تمام لوگوں کے لئے ایک آزاد ملک ہے" پھر بھی چونکہ انہوں نے درخواست کی تھی انھیں پروانہ عطا کر دیا گیا۔

ہاکنس کی تذلیل کے وجوہ:

ہاکنس کی تذلیل کے تین وجوہ تھے۔ اول، مقرب خاں کا قرض۔ اس بات سے بادشاہ کو مطلع کیا گیا جس نے رقم کی ادائیگی کا حکم دیا۔ مقرب خاں کچھ کم رقم دینا چاہتا تھا اور ہاکنس نے اس بات پر اصرار کیا کہ پوری رقم ادا کی جائے۔ غصّے میں آکر ہاکنس نے بادشاہ سے شکایت کرنے کی دھمکی دی۔ ابوالحسن نے اسے ایسا نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ ہاکنس نے اس مشورہ کو نظر انداز کر دیا اور جہانگیر کی خدمت میں پورا معاملہ پیش کر دیا۔ بادشاہ نے ابوالحسن کو حکم دیا کہ وہ یہ بات دیکھے کہ وہ رقم ادا کر دی جائے۔ قرض تو ادا کر دیا گیا لیکن اس طرح ابوالحسن کی جو مخالفت مول لے لی گئی وہ ایک انگریز کے لئے بڑی رکاوٹ ثابت ہوئی کیونکہ وہ ایک مغل منصبدار بھی تھا۔

دوم، جہانگیر کو یہ بات بتائی گئی کہ اس کے امراء شراب پی کر دربار میں آتے تھے۔ اس نے ان سب کو جو شراب پئے ہوئے تھے دربار میں آنے سے روک دیا۔ لیکن ہاکنس ایسی ہی حالت میں دربار میں حاضر ہوا۔ دربانوں کے افسر اعلیٰ نے اس کا منہ سونگھا۔ اسے فوراً دربار عام میں بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

یہ سوچ کر کہ وہ ایک مسافر تھا جہانگیر نے اسے واپس گھر جانے کا حکم دیا اور شراب پئے ہوئے دربار میں آنے سے منع کیا۔ چونکہ عوام کے سامنے اس کی تذلیل ہوئی تھی اس لیے بادشاہ کے قریب مقررہ مقام پر آنے کے لیے اسے مجبور نہ کیا جا سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اکثر و بیشتر دربار میں نہیں جاتا تھا۔"

سوم، بیانہ میں نیچ کا ساری نیل کے خریدنے اور مادر شاہ کا اس کے خلاف احتجاج بھی ہاکنس کی عزت کو بڑی حد تک متاثر کیا تھا۔ جورڈین نے مزید لکھا ہے کہ: "جب تک ہاکنس

مورد الطاف تھا، تمام لوگ انگریزوں کی سرپرستی کرتے تھے۔ لیکن جس وقت سے وہ اپنی حماقت سے معتوب ہوا ہماری قدر اچھی نہ رہی جیساکہ اس کے بعد ظہور پذیر ہوا۔

(۴) نکولس ڈاونٹن (۱۶۰۸ء تا ۱۶۱۵ء)

سوانح عمری:

اس کی ولادت اور والدین کے بارے میں بہت معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اس کی وصیت نامہ کی بنیاد پر ولیم فوسٹر نے اس کی ولادت کی تقریباً صحیح تاریخ مقرر کی ہے، جو اس کے اندازے کے مطابق ۱۵۶۱ء کے اوائل میں بشلی نامی ایک گاؤں میں ہوئی تھی جو ٹوکس بری کے شمال مغرب میں دو کوس کی دوری پر واقع تھا۔ اس کی تعلیم و تربیت کا زمانہ بھی تاریکی میں ہے۔

گوسپورٹ میں اس نے سکونت اختیار کرلی تھی اور وہیں اسکی شادی ہوئی تھی۔ ۱۶۱۰ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی میں اسے ملازمت مل گئی تھی۔ کمبرلینڈ کے ارل کی قیادت میں ازورس پر حملے کے موقع پر وہ سیمپسن کا کمانڈر تھا۔ (۱۵۹۴ء) ۱۶۱۰ء میں پیپر کورن کے کپتان کی حیثیت سے وہ مشرق کی سمت گیا۔ اپنی بہادری، لیاقت اور ایمانداری کیوجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہاز کے افسروں اور لوگوں میں ہر دلعزیز تھا۔ اس نسل میں ایسٹ انڈیا کمپنی میں کوئی ایسا ملازم نہیں تھا جو دیانت داری، بے لوث فرض کی ادائیگی میں اس سے سبقت لے جاتا۔

اس کے بعد ہندوستان کے لیے روانہ ہونے والے جہازی بیڑے کا اسے جنرل مقرر کیا گیا مغل شہنشاہ اور ارجین کے بادشاہوں کے نام جیمس بادشاہ کی طرف سے اسے خطوط دیئے گئے ۲۰ فروری ۱۶۱۴ء کو اس کا جہازی بیڑہ گریبھ سینڈ سے روانہ ہوا۔ کیپ کے چاروں طرف کے بحری سفر میں قریب چھ ماہ لگ گئے۔ "ڈبھول کے قریب واقع ایک مقام پر" وہ ہندوستانی ساحل پر پہنچا۔ (۲ اکتوبر ۱۶۱۴ء) دھیرے دھیرے ساحل کے اوپری طرف بڑھ کر سوالی ہول میں اسی ماہ کی ۱۵ تاریخ کو اپنے جہاز کو لنگر انداز کردیا۔

ان کے خیر مقدم کے لیے سورت سے الڈورتھ تیزی سے روانہ ہوا۔ گجرات کے گورنر مقرب خاں

نے دشمن پر حملے میں مغل افواج کی مدد کرنے کے لیے ڈاؤنٹن سے کہا۔ اس نے انکار کر دیا۔ ایک گماشتہ اڈورڈس کو بادشاہ جہانگیر کا خط لے کر دربار میں بھیجا گیا۔ پرتگالی حملے سے بچنے کے لیے اپنے بحری جہازی بیڑے کے ساتھ ڈاؤنٹن نے سوالی ہول میں پناہ لے لی لیکن بعد میں اسے جنگ کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ سوالی ہول سے دور اس مقابلے میں اس نے فیصلہ کن کامیابی حاصل کی جس کا مقرب خاں کے رجحان پر بہت اچھا اثر پڑا۔

اس کے بعد ڈاؤنٹن جہاز لے کر ایسٹ انڈیز کے لیے روانہ ہوا۔ وہاں اس کی جورڈین سے ملاقات ہوئی۔ سماترہ کے مشرقی ساحل کی تلاش کی جستجو کے دوران ۶ اگست ۱۶۱۵ء بروز اتوار اس نے وفات پائی۔ اس کے مدفن کی جگہ کو قلم بند نہیں کیا گیا اس لیے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔

ہیلیوٹ سوسائٹی سلسلۂ اشاعت میں فوسٹر نے اس کے روزنامچہ کو مدون کر کے چھاپا تھا۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ چھپا ہوا مواد جزوی طور پر قلمی نسخوں سے لیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ڈاؤنٹن کا اصلی مسودہ ایک سے زائد جریدوں پر مشتمل تھا۔ ریو پرچاز نے پہلی جلد سے بہت سے اقتباسات شائع کیے ہیں۔

(۱) اس کا بیان

سورت شہر اور اس کے باشندے:

اس نے لکھا ہے کہ "بے عزتی سے بچنے" کے لیے وہ شہر کے اِدھر اُدھر یا تو گھوڑے کی سواری پر گیا تھا یا گاڑی میں۔ یہاں کی آبادی "مخلوط" تھی۔ وہ لوگ امن پسند، خاموش، بہت نازک اور خوش اخلاق تھے۔ اور بالعموم ایک ہی بادشاہ کی رعایا تھے لیکن ان کے قوانین اور رسوم مختلف تھے۔

بنیے: وہ کسی قسم کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ وہ کسی بھی جانور کو نہیں مارتے تھے یہاں تک نہ تو چوہے کو نہ ہی جوں کو، بلکہ انھیں غذا کھلاتے تھے۔ ان کا سب سے بڑا ستم یہ تھا

نہ وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور خود بخود اسے چلا جانے دیتے تھے۔ نہ ہی وہ لوگ شراب پیتے تھے اور نہ ہی کوئی دوسری نشیلی چیز پیتے تھے۔

مسلمان، ان کی طرز معاشرت اور تفریحی مشاغل:

وہ لوگ بڑی آزادی سے زندگی بسر کرتے تھے اور سور کے گوشت کے علاوہ ہر قسم کا گوشت کھاتے تھے۔ وہ بڑی آزادی سے شراب بھی پیتے تھے: لیکن صرف رات کو۔ باریک اور موسم گرما کی مناسبت سے وہ لوگ سفید کپڑے پہنتے تھے لیکن "موسم سرما میں موٹے اور بیش قیمت لباس پہنا کرتے تھے۔ سوتی کپڑوں پر چھاپے ہوئے تھے، ریشمی کپڑے یا سنہری اور روپہلی دھاگوں سے بنے کپڑے ہوتے تھے۔ نیزہ اور ڈھال لے کر گھوڑوں پر سواری کرنا ان کا مخصوص تفریحی مشغلہ تھا۔ ان کے بادشاہ، شہزادے اور امراء بارہ سنگھوں اور جنگلی سوروں کا شکار کرتے تھے۔ ان میں بڑی شان وشوکت پائی جاتی تھی۔ ان کی عمارتیں شاندار اور پُر تکلف ہوتی تھیں۔ اور باغات عجیب وغریب ہوتے تھے۔ ان باغوں میں بہت سے خوبصورت آموں کے درخت اور تالاب، فوارے اور پانی کا بہت اچھا انتظام ہوتا تھا۔ ان کے پاس ہاتھی بھی ہوتے تھے۔

مسلمان عورتیں:

اعلیٰ طبقے کی مستورات ہودوں میں بیٹھ کر سفر کرتی تھیں۔ (ہودے شہتیر کی لکڑیوں کا بنا ایک ڈھانچہ ہوتا تھا جس میں کھڑکیاں ہوتی تھیں) ان میں آگے اور پیچھے دو لکڑیاں لگی ہوتی تھیں
مسلمان عورتوں کے گانا گانے کے بارے میں اس نے لکھا ہے:"

ان کی عورتیں، بیبیاں، اور داشتائیں بہت سریلی آواز میں گانا گاتی ہیں۔ وہ دھیمے [illegible] بلند آوازوں اور فنی اتار چڑھاؤ کے ساتھ گاتی ہیں۔ دورے میں ان سُریلے گانوں سے [illegible] ہاں کے خاموش موسموں میں بہت متاثر ہوا تھا۔ ان گانوں کو سننے کے لیے میں متواتر گنگناتا رہتا تھا اور وہ گانوں کو سنا کرتا تھا اور نئے چاند کے نکلنے کا متوقع رہتا تھا کیونکہ [illegible] موقع پر وہ جشن منایا کرتی تھیں!"

نکولس ورتھنگٹن (سنہ ۱۶۱۲ء تا سنہ ۱۶۱۶ء)

سوانح عمری:

ورتھنگٹن کی ابتدائی نشو ونما اور تدریجی ترقی حاصل کرنے کے بارے میں ہمیں کسی بات کا علم نہیں ہے۔ کیپٹن بیسٹ کے چپراسی کی حیثیت سے وہ ہندوستان آیا تھا۔ سورت میں کمپنی نے اسے ملازم رکھ لیا۔ غالباً وہ عربی بول لیتا تھا اور بالخصوص اسی وجہ سے اسے نئی ملازمت ملنے میں مدد ملی۔ اپنے فرائض منصبی انجام دینے اور وہاں کے لوگوں کی زبان سیکھنے کی غرض سے وہ سورت میں مقیم رہا۔

اکتوبر سنہ ۱۶۱۳ء میں وہ الڈورتھ کے ہمراہ نیل خریدنے میں اس کی مدد کرنے کے لیے وہ احمد آباد گیا۔ وہ کیمبے اور سرخیج بھی گیا۔ دسمبر سنہ ۱۶۱۳ء میں بری راستے سے اسے لہری بندر بھیجا گیا کیونکہ انہوں نے یہ سنا تھا کہ ایک انگریزی جہاز وہاں پہنچا تھا۔ بعض ہندوستانی تاجروں کے ساتھ اس نے رادھن پور اور نگر پرکر کے راستے سے یہ سفر کیا تھا۔ وہ تقریباً ٹھٹھ پہونچنے ہی والا تھا کہ مقامی حکمراں نے سارے جماعت کو گرفتار کر لیا۔ ہندوستانیوں نے اس کے ہمراہیوں کی گردنیں قلم کر دیے۔ خوش قسمتی سے اس کی زندگی بخش دی گئی۔ ایک قیدی کی حیثیت سے کچھ دنوں اسے پہاڑیوں میں رکھا گیا۔ اس کے بعد اسے رہا کر دیا گیا۔ اور ایک فوجی دستے کی نگرانی میں اسے نگر پرکر بھیجدیا گیا جہاں وہ بڑی شکستہ حالی میں پہونچا۔ وہاں اس نے ایک تاجر کی مدد حاصل کی جسے وہ احمد آباد سے جانتا تھا۔ گجرات کے دار الخلافہ میں وہ اپریل سنہ ۱۶۱۴ء کو پہنچا۔

اس کے بعد نیل کی خرید کے لیے روپے لگانے اور جون مِنہال کی کارگزاری کے بارے میں اپنی رپورٹ لکھنے کے لیے" اسے آگرہ بھیجا گیا۔ ۷ جون سنہ ۱۶۱۴ء کو وہ دار الخلافہ پہونچا۔ دار الخلافہ میں اس کا قیام پرامن نہیں تھا۔ سنہ ۱۶۱۵ء میں "کمپنی کو دھوکا دینے کا الزام لگایا گیا"۔ ہتھکڑیاں لگا کر اسے اجمیر لے جایا گیا اور وہاں سے اسے زنجیروں میں سورت بھیجدیا گیا۔ سورت میں وہ کیلنگ کو اپنی معصومیت کا یقین دلانے میں ناکام رہا حالانکہ ابھی اس کی ملازمت کی مدت باقی تھی پھر بھی اسے انگلستان جانے والے جہاز میں

ان والی
پس بھیج دیا گیا۔ (فروری سنہ ۱۶۱۶ء) انگلستان پہونچنے پر اسے گرفتار کر لیا گیا اور سابق جرم اس
عائد کیا گیا۔ کچھ دنوں اسے جیل میں رہنا پڑا۔ غالباً اپریل سنہ ۱۶۲۴ء سے پہلے ہی اس نے وفات
ئی۔

اس کے بیانات کا ایک جزو پرچاز کے ہاتھ لگ گیا جسے اس نے مختصراً اپنی کتاب
پرگرمس میں چھاپ دیا سنہ ۱۶۲۵ء میں اس کے بیانات، سٹریکٹیٹ کو مکمل طور پر چھاپ دیا
گیا۔ فورسٹر نے اس کی سیاحتوں کے روزنامچے کا پورا مواد اپنی کتاب EARLY TRAVELS
IN INDIA میں شائع کر دیا۔ یہ کتاب آکسفورڈ سے سنہ ۱۹۲۱ء میں شائع ہوئی تھی۔
ورتھنگٹن کے باہری سفر سے متعلقہ بیان کے حصے کو اس نے حذف کر دیا

(۱) جو شہر اس نے دیکھے

[illegible] آباد

[illegible] وہ خاص شہر کم و بیش لندن کی وسعت کے برابر تھا۔ تمام مقامات کے
[illegible] قدیم ہوتا تھا۔ یہاں کی خاص صنعتی پیداواروں میں سنہرا کپڑا، چاندی
[illegible] ہوئے باریک کپڑوں کی چیزیں، مخمل اور مفرد ادویات شامل تھیں

کھنچ

[illegible] کے خریدنے کے لیے یہ ایک مخصوص مرکز تھا۔ یہاں گجرات کے بادشاہوں
[illegible] لوگ انھیں دیکھنے آتے تھے۔ یہاں سے ایک کوس کی دوری
[illegible] نے گجرات کے بادشاہوں پر نصرت کی یادگار میں
[illegible] ہے۔ یہاں [illegible] آدمی رہتے تھے جنہیں [illegible] کو صاف [illegible]

[illegible] تھا۔ اس سے بڑا تعمیر [illegible] پہلے کبھی نہیں دیکھی [illegible]

نکولس ورتھنگٹن (۱۶۱۲ء تا ۱۶۱۶ء)

سوانح عمری!

ورتھنگٹن کی ابتدائی نشوونما اور تدریجی ترقی حاصل کرنے کے بارے میں ہمیں کسی بات کا علم نہیں ہے۔ کیپٹن بیسٹ کے چپراسی کی حیثیت سے وہ ہندوستان آیا تھا۔ سورت میں کمپنی نے اسے ملازم رکھ لیا۔ غالباً وہ عربی بول لیتا تھا اور بالخصوص اسی وجہ سے اسے نئی ملازمت ملنے میں مدد ملی۔ اپنے فرائض منصبی انجام دینے اور وہاں کے لوگوں کی زبان سیکھنے کی غرض سے وہ سورت میں مقیم رہا۔

اکتوبر ۱۶۱۳ء میں وہ الڈورتھ کے ہمراہ نیل خریدنے میں اس کی مدد کرنے کے لیے وہ احمدآباد گیا۔ وہ کمبے اور سرخج بھی گیا۔ دسمبر ۱۶۱۳ء میں بری راستے سے اسے لہری بندر بھیجا گیا کیونکہ انہوں نے یہ سنا تھا کہ ایک انگریزی جہاز وہاں پہنچا تھا۔ بعض ہندوستانی تاجروں کے ساتھ اس نے رادھن پور اور نگرپرکر کے راستے سے یہ سفر کیا تھا۔ وہ تقریباً ٹھٹھہ پہونچنے ہی والا تھا کہ مقامی حکمراں نے ساری جماعت کو گرفتار کر لیا۔ ہندوستانیوں نے اس کے ہمراہیوں کی گردنیں قلم کر دیں۔ خوش قسمتی سے اس کی زندگی بخش دی گئی۔ ایک قیدی کی حیثیت سے کچھ دنوں اسے پہاڑیوں میں رکھا گیا۔ اس کے بعد اسے رہا کر دیا گیا۔ اور ایک فوجی دستے کی نگرانی میں اسے نگرپرکر بھیجدیا گیا جہاں وہ بڑی شکستہ حالی میں پہونچا۔ وہاں اس نے ایک تاجر کی مدد حاصل کی جسے وہ احمدآباد سے جانتا تھا۔ گجرات کے دارالخلافہ میں وہ اپریل ۱۶۱۴ء کو پہنچا۔

اس کے بعد "نیل کی خرید کے لیے روپے لگانے اور جون مِنہال کی کارگزاریوں کے بارے میں اپنی رپورٹ لکھنے کے لیے" اسے آگرہ بھیجا گیا۔ ۷ جون ۱۶۱۴ء کو وہ دارالخلافہ پہونچا۔ دارالخلافہ میں اس کا قیام پرامن نہیں تھا۔ ۱۶۱۵ء میں "کمپنی کو دھوکا دینے کا اس پر الزام لگایا گیا"۔ ہتھکڑیاں لگا کر اسے اجمیر لے جایا گیا اور وہاں سے اسے زنجیروں میں جکڑ کر سورت بھیجدیا گیا۔ سورت میں وہ کیلنگ کو اپنی معصومیت کا یقین دلانے میں ناکام رہا۔ حالانکہ ابھی اس کی ملازمت کی مدت باقی تھی پھر بھی یواین نامی بحری جہاز میں سوار کر کے وطن

ان دہلی
پس بھجوا دیا گیا۔ (فروری سنہ ۱۶۱۶ء) انگلستان پہونچنے پر اسے گرفتار کر لیا گیا اور سابق جرم اس
رعائد کیا گیا۔ کچھ دنوں اسے جیل میں رہنا پڑا۔ غالباً اپریل سنہ ۱۶۲۴ء سے پہلے ہی اس نے وفات
پائی۔

اس کے بیانات کا ایک جز پرچاز کے ہاتھ لگ گیا جسے اس نے مختصراً اپنی کتاب
پرگریمس میں چھاپ دیا۔ سنہ ۱۷۳۵ء میں اس کے بیانات، سٹریکٹیٹ کو مکمل طور پر چھاپ دیا
گیا۔ فورسٹر نے اس کی سیاحتوں کے روزنامچے کا پورا مواد اپنی کتاب EARLY TRAVELS
IN INDIA میں شائع کر دیا۔ یہ کتاب اوکسفورڈ سے سنہ ۱۹۲۱ء میں شائع ہوئی تھی۔
ورتھنگٹن کے باہری سفر سے متعلقہ بیان کے حصے کو اس نے حذف کر دیا۔

(۱) جو شہر اس نے دیکھے

احمد آباد:

گجرات کا وہ خاص شہر "کم و بیش لندن کی وسعت کے برابر" تھا۔ تمام مقامات کے
تاجروں کا وہاں ہجوم ہوتا تھا۔ وہاں کی خاص صنعتی پیداواروں میں سنہری کپڑا، چاندی
کے دھاگوں کے بنے ہوئے باریک کپڑوں کی چیزیں، مخمل اور مفرد ادویات شامل تھیں۔

سرخج:

کچے نیل کے خریدنے کے لئے یہ ایک مخصوص مرکز تھا۔ یہاں گجرات کے بادشاہوں
کے مقبرے بھی تھے۔ بہت سے لوگ انھیں دیکھنے آتے تھے۔ یہاں سے ایک کوس کی دوری
پر ایک شاندار باغ تھا جو خانخاناں نے گجرات کے بادشاہوں پر نصرت کی یادگار میں
بنوایا تھا۔ سیاح مذا نے لکھا ہے۔ "وہاں چند آدمی رہتے تھے جنہیں باغ کو صاف رکھنے
کے لئے اجرت پر رکھا گیا تھا۔"

آگرہ: یہ ایک شہر نہیں بلکہ ایک قصبہ تھا۔ اس سے بڑا قصبہ اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"شاندار تھوس" چیز جو اس نے وہاں دیکھی تھی وہ وہاں کا قلعہ تھا۔ بعض امیروں کے مکانات کے علاوہ قصبے کا بقیہ حصہ "بہت ویران" تھا۔

(۲) لوگ اور انکے رسوم

سندھ کے راجپوت باشندے:

کمر سے اوپری حصے میں وہ کپڑے نہیں پہنا کرتے تھے۔ وہ لوگ اپنے سروں میں پگڑیاں باندھتے تھے۔ جو مغلوں کی پگڑیوں کے مشابہ ہوتی تھیں۔ جہاں تک ان کے ہتھیاروں کا تعلق تھا۔ ان میں سے کچھ ہی بندوقیں اور تیر کمان کا استعمال کرتے تھے۔ وہ لوگ ہمیشہ اپنے ساتھ تلواریں، چھوٹی ڈھالیں اور نیزے رکھتے تھے۔ مہال کی مکھیوں کے چھتوں کی شکل کی بنی ہوئی ان کی ڈھالیں اتنی بڑی ہوتی تھیں کہ بوقت ضرورت وہ ان میں اپنے گھوڑوں کو راتب کھلا دیتے اور پانی پلا دیتے تھے۔ وہ لوگ "بیحد" اچھے گھوڑے رکھتے تھے جو "مضبوط اور تیز رفتار" ہوتے تھے۔ جن لوگوں کے پاس گھوڑے نہیں تھے وہ اونٹوں کا استعمال کرتے تھے۔ نکولس ورتھنگٹن نے لکھا ہے کہ "وہ لوگ راجپوت ہیں جیسا کہ مغل لوگ کہتے ہیں۔ وہ لوگ یہ بھی جانتے تھے کہ مایوس کن صورت میں کس طرح ایک آدمی کو جان دیدینا چاہیئے۔"

راجپوتوں میں رسم ستی!

جب کوئی راجپوت مرتا تھا تو اس کی بیوہ اپنے شوہر کے ساتھ آگ میں جل جاتی [illegible] کے بارے [illegible] کے ساتھ [illegible] کرتے [illegible] اور [illegible] پہونچا۔ دارالخ [illegible] "ارتھی" کے [illegible] اپنے شوہر کی موت پر آہ وزاری کرتے [illegible] الزام لگا [illegible] بات کا اعلان کرکے انہاد [illegible] [illegible] ہوتی تھی [illegible] اس کے بعد وہ اپنے رشتہ داروں اور سہیلیوں [illegible] حالانکہ [illegible] گود میں لے کر وہ ارتھی پر بیٹھ جاتی تھی [illegible] ورتھنگٹن نے لکھا ہے کہ بدرجہ مجبوری [illegible]

خوشی سے اس صبر کے ساتھ آگ کو برداشت کرتی تھی کہ یہ بات قابلِ تعریف ہے۔"

سندھ کے بنیئے اور انکی بیوائیں!

وہ لوگ کسی قسم کا گوشت نہیں کھاتے تھے ان میں تیس یا اس سے زائد ذاتیں پائی جاتی تھیں۔ وہ ایک دوسرے سے اس قدر مختلف تھے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ کبھی کھانا نہیں کھاتے تھے۔ وہ مُردوں کو جلا دیا کرتے تھے۔ جب کوئی بنیا مر جاتا تو اس کے جلائے جانے کے بعد اس کی بیوہ اپنا سر منڈوا لیا کرتی تھی۔ اس کے بعد سے "اپنے مرنے تک" وہ کبھی زیورات نہیں پہنتی تھی۔

بنیوں میں رسوم شادی!

ان میں بچپن کی شادی بیاہ کا چلن تھا یہاں تک کہ اکثر تین یا اس سے بھی کم عمری میں بچوں کی شادی کر دی جاتی تھی۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ بچوں کے پیدا ہونے سے بہت ہی پہلے اپنے بچوں کی آپس میں شادی کرنے کا عہد و پیمان کر لیا کرتے تھے۔ جب ان کے بچوں کی عمر تین یا چار سال ہو جاتی تو وہ بڑی ایک ضیافت کا اہتمام کیا کرتے تھے [illegible] لڑکی کو دو گھوڑوں پر سوار کرتے، ان کے پیچھے اس لئے آدمی رہتے کہ ایسا نہ ہو کر وہ گھوڑوں سے گر جائیں اور شہر یا قصبے میں گشت لگواتے تھے اور اس کے بعد کسی مندر میں لے جاتے تھے۔ انھیں عمدہ کپڑے پہنائے جاتے تھے اور پھولوں کے ہاروں سے سجایا جاتا [illegible] پجاری ان کے ہمراہ چلتے تھے۔ مندر میں شادی کے رسوم ادا کیے جاتے تھے۔ فریقین [illegible] دولت کی مناسبت سے شادی کا یہ جشن کئی دنوں تک جاری رہتا تھا۔ جب شادی شدہ لڑکے [illegible] دس سال کی ہو جاتی تھی تو انہیں ازدواجی زندگی کے فرائض انجام دینے کی اجازت دے دی

[illegible] بہت سے واقعات دیکھے تھے لیکن [illegible]

مخصوص واقعہ سے وہ بے حد متاثر ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جو واقعات اس نے دیکھے تھے ان میں سے یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔ دوم، ستی ہونے والی لڑکی ابھی صرف دس سال کی عمر کی تھی اور ابھی تک اس نے اپنے مرحوم کے ساتھ ہمبستری بھی نہ کی تھی۔ اس کا شوہر ایک سپاہی تھا اور ایک جنگ میں مارا گیا تھا۔ اس کی پگڑی واپس لائی گئی تھی اور اس بیوہ نے ستی ہونا طے کیا تھا۔ اپنے شوہر کی پگڑی کو بغل میں لے کر ایک جلوس کے ساتھ وہ شمسان گئی۔ یہاں اسے گورنر کے حکمنامے کا سامنا کرنا پڑا جس میں اسے خود کو جلانے سے منع کیا گیا تھا کیونکہ اس نے اپنے شوہر کے ساتھ کبھی ہمبستری نہ کی تھی۔ اس نے اس حکمنامے کو نظر انداز کر دیا اور چتا پر چڑھ گئی اور اس میں آگ لگانے کا حکم دیا۔ لیکن گورنر کی اجازت کی بنا پر لوگوں میں اس کام کے کرنے کی ہمت نہ ہوئی اسکے رشتہ دار دوڑ کر گورنر کے پاس گئے اور کچھ تحفے دے کر اجازت حاصل کرلی۔ بعد میں اسنے خود کو جلا دیا اور اس کی راکھ کو ندی میں بہا دیا۔

انگریزی کمپنی کا گماشتہ جو مصنف ہذا کے ساتھ اس منظر کو دیکھنے گیا تھا۔ وہ اس جوان لڑکی کے دلیرانہ مصمم ارادے پر اس قدر متحیر اور کبیدہ خاطر ہوا کہ اس نے کہا کہ جب تک وہ زندہ ہے وہ کسی اور عورت کو آگ میں جلتے نہ دیکھے گا۔"

ستی ہونے کے رسوم کے نفاذ کے بارے میں اس نے لکھا ہے کہ "مرحوم شوہر کے رشتہ دار اس کی بیوہ کو ستی ہونے کے لئے مجبور نہیں کرتے ہیں لیکن خود اس کے رشتہ دار اس بات کو اپنے خاندان کی بے عزتی سمجھ کر اگر وہ خود کو جلانے سے انکار کرے، اسے جلنے پر مجبور کر دیتے ہیں"۔ اس نے آگے یہ لکھا ہے کہ اگر وہ مجبور انسان جھلسانے والی آگ کی تپش کو محسوس کر کے بھاگنا چاہے تو اس کے والدین ہی اسے پکڑ لیتے تھے؛ باندھ دیتے تھے اور اسے آگ میں جھونک دیتے تھے۔" لیکن ایسی کمزوری کا واقعہ شاذ و نادر ہی ان میں وقوع پذیر ہوتا تھا۔"

ستی نہ ہونے والی بیوائیں؛

جو عورتیں خود کو جلانے سے انکار کرتیں، وہ اپنے سروں کے بال منڈوا لیتیں اور اپنی چوڑیاں توڑ ڈالتیں۔ اس کے بعد انہیں کسی کے ساتھ کھانا کھانے، پانی پینے یا ساتھ رہنے کی اجازت نہ دیجاتی تھی۔ جب تک وہ مر نہ جائیں انھیں بڑی کس مپرسی کی زندگی گذارنی پڑتی تھی۔ (باقی آئندہ)

تھومس کوریٹ (۱۶۱۲ء-۱۶۱۷ء)

سوانح عمری:

کوریٹ، سومر سیٹ شائر نامی پادری کا بیٹا تھا۔ اکسفورڈ اور ونچسٹر میں اس نے تعلیم حاصل کی تھی۔ جیمس اول کی تخت نشینی کے بعد اسے شہزادہ ہنری کے ذاتی ملازمین کی جماعت میں معمولی ایک نوکری مل گئی تھی۔ ۱۶۰۸ء میں اس نے براعظم کا پیدل دورہ شروع کیا، اس نے فرانس کے ایک حصے شمالی اٹلی، سوئیزرلینڈ اور جرمنی کا دورہ کیا

۱۶۱۱ء میں اس کا یورپی سیاحت کا سفرنامہ شائع ہوا تھا یہ اشاعت بہت کامیاب ثابت ہوئی نتیجتاً اسی سال اس کی دوسری اشاعت عمل میں آئی۔

اس طرح حوصلہ افزا ہو کر اس نے مشرق وسطیٰ کا سفر شروع کیا۔ اکتوبر ۱۶۱۲ء میں وہ استنبول کے لئے روانہ ہوا۔ اور وہ اپنی منزل تک اپریل ۱۶۱۳ء میں پہونچ گیا۔ اگلی جنوری تک وہ وہاں مقیم رہا۔ اس کے بعد وہ بحری جہاز سے اسکنڈیروں کے لیے روانہ ہوا۔ اور بری راستے سے وہ الیپو گیا۔ آخرالذکر مقام سے وہ دوسرے ایک انگلستانی کے ہمراہ متبرک شہر جیروشلم دیکھنے گیا ستمبر ۱۶۱۴ء میں اس نے مشرق کی سمت اپنا پیدل طویل سفر شروع کیا۔ وہ دیر بکر طریز قزوین اور قندھار گیا ہندوستانی سرحد کے قریب سر رو برٹ اور لیڈی شرے سے اس کی ملاقات ہوئی۔ ان کا ساتھ چھوڑ کر اس نے ملتان، لاہور اور دہلی ہوتے ہوئے آگرہ کا سفر کیا۔ اس کے بعد وہ اجمیر گیا جہاں بادشاہ مقیم تھا۔ جولائی ۱۶۱۵ء میں وہ راجپوتانہ کے مخصوص شہر میں وارد ہوا۔ الیپو سے اجمیر تک کے سفر میں اسے چھ ماہ لگے اور اوسطاً روزانہ دو پونڈ صرف میں آئے۔

جب تھومس رو ہندوستان آیا تو کوریٹ اس کے ساتھ ہو گیا۔ وہ ۱۴ مہینوں تک اجمیر میں رہا تھومس رو جنوب کے لیے اپنے سفر میں روانہ ہو گیا اور آگرہ جانے کے لیے کوریٹ سے الگ ہو گیا۔ وہ ۱۲ ستمبر ۱۶۱۶ء کو وہاں اس زمانے میں پہونچا جب مغلیہ سلطنت کے دارالخلافہ میں زوروں پر طاعون پھیلا ہوا تھا۔

اس نے ہندوستان کے اپنے سفر کے حالات تفصیل سے لکھے تھے۔ اس کے انتقال کے وقت وہ روزنامچہ اس کی تحویل میں تھا۔ اس کے بعد وہ مسودہ دست برد زمانہ ہوگیا۔ اس کا CRUDITIES نامی روزنامچہ تین جلدوں میں شائع کیا گیا۔ جہاں تک ہمارے عہد کا تعلق ہے اس کے بارے میں بہت کم مواد دستیاب ہوتا ہے۔ EARLY TRAVELS IN INDIA میں فورسٹر نے اس کے بعد اقتباسات شائع کئے ہیں۔

بیان

لاہور سے آگرہ تک کی سڑک:

مصنف ہذا کے مطابق لاہور سے آگرہ تک کی سڑک اچھی تھی جس کے دونوں کناروں پر قطاروں سے درخت لگے ہوئے تھے۔

جہانگیر بادشاہ:

اس کے چہرے کا قدرتی رنگ زیتونی تھا اور بڑے احترام سے عیسٰی مسیح کا ذکر کیا کرتا تھا۔ تھی، ریچھ، چیتے، بارہ سنگھا وغیرہ وحشی جانور وہ کثرت سے بلوایا کرتا تھا۔ ہفتے میں دو مرتبہ وہ ہاتھیوں کی جنگ دیکھا کرتا تھا۔ اس کی ساری مملکت میں تقریباً تیس ہزار ہاتھی تھے۔ صبح، دوپہر اور شام کو ۵ بجے روزانہ وہ اپنے امیروں سے ملا کرتا تھا۔ آدھی رات کو اپنے غسل خانے میں وہ غریب غربا اور ضعیف لوگوں کو بلایا کرتا تھا، انھیں وہ اپنے قریب بٹھاتا، ان کے حالات دریافت کرنا اور رخصت کرتے وقت انھیں روپیہ دیا کرتا تھا۔

جھروکہ:

"ایک اونچے کمرے" میں شہنشاہ تن تنہا کھڑا ہوا کرتا تھا اور ایک کھڑکی سے وہ جمع شدہ لوگوں کا مشاہدہ کیا کرتا تھا اس کے اوپر سایہ کے لیے ایک چھتری تھی جس کے کھمبے چاندی کے تھے اور چھتری بیش بہا کارچوبی کی تھی۔